وان من اہل الکتاب لمن یومن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیہم خشعین للہ لا یشترون بایت اللہ ثمنا قلیلا ۔ (آل عمران/۱۹۹)

اور یقیناً اہل کتاب میں بعض ایسے بھی ہیں۔ جو ایمان باللہ کے حامل ہیں اور (اے مسلمانوں!) جو کچھ تم پر اور ان پر نازل ہو چکا ہے اس کے بھی مومن ہیں اور وہ خدا کے احکام کے آگے خود کو جھکائے ہوئے ہیں۔
اور وہ آیات خداوندی کو تھوڑے داموں میں فروخت نہیں کرتے۔

یہاں پر وما انزل الیکم سے قرآن مجید اور وما انزل الیہم سے غیر تحریف شدہ کتاب (توریت و انجیل) مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اہل کتاب نے توریت و انجیل میں کتمان تحریف کا جرم نہیں کیا تھا۔ نہ بشارات کو چھپایا تھا نہ احکام کو بدلا تھا۔ دراصل 'لا یشترون' میں ان کی اس شاندار صفت کا بیان ہوا ہے۔ جو انکے ایمان کا ذریعہ بنی۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں اللہ کی آیتوں کو تھوڑے داموں میں نہیں بیچا۔ توریت و انجیل کے وہ احکام یا پیشگوئیاں جن سے آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت کا اثبات ہوتا تھا۔ ان کو جاننے اور ماننے کا نتیجہ قرآن مجید کو جاننے اور ماننے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس لیئے اللہ تعالی نے ان کے اخلاص ایمان کو نمایاں کیا اور بتایا کہ ان کا ایمان بے غل وغش ہے۔ کیونکہ وہ خشعین للہ کا مصداق ہیں۔

قرآن مجید نے ایک مقام پر علماء کی تعریف باایں الفاظ فرمائی ہے:

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۔ (فاطر/۲۸)

خدا کے حضور تو اس کے وہی بندے جھکتے ہیں جو (آثار فطرت) کا علم رکھتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ ایمان لائے۔ وہ دراصل علماء ہی تھے۔ ان کے علم کی دلیل، انکی صفت خاشعیت ہے۔ اور دوسری دلیل لا یشترون میں مذکور ہے ظاہر ہے کہ ان صفات کے مصادیق علماء ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا ۔ (البقرہ/۴۱) کے مخاطب بھی اصلاً علماء ہی ہیں کہ وہی اللہ کی آیتوں کو تھوڑے داموں میں بیچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور زمانہ نزول قرآن میں تو اکثر اہل کتاب کا یہی وطیرہ تھا پھر جنہوں نے کتمان حق اور اشتراء آیات کا ارتکاب کیا وہی مختوم القلوب ٹھہرے اور جنہوں نے ایسا نہیں کیا۔ انہیں توفیق ایمان نصیب ہوئی۔ اور وہی عند اللہ ماجور ہوئے۔

حافظ ابن کثیر کے مطابق یہودیوں میں سے مسلمان ہونے والے علماء کی تعداد دس تک نہیں پہنچی۔ البتہ عیسائیوں کی ایک قابل لحاظ تعداد مسلمان ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر) یعنی عیسائیوں میں سے

چالیس اہل نجران، بتیس اہل حبشہ اور آٹھ اہل روم مسلمان ہوئے۔ واضح رہے کہ یہ تعداد فقط دور رسالت مآب ﷺ کی ہے۔ اسکے بعد بھی بیشمار لوگ داخل اسلام ہوئے ہیں۔ اسلیئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آیت اپنے اندر پیشگوئی کا رنگ لیئے ہوئے ہے۔ کیونکہ یہود و نصاری کے قبول اسلام کا مظاہرہ گاہ بگاہ وباصرہ افروز یا سمع نواز ہوتا رہتا ہے۔ اور قرآنی صداقت کی شہادات پیش کرتا رہتا ہے۔

ابھی حال ہی میں گلشن اقبال (کراچی) کا ایک عیسائی پادری (عمانوئیل جان) مسلمان ہوا۔ اس کا اسلامی نام عبداللہ شیخ رکھا گیا۔ اس نے راقم الحروف کی رہائش گاہ پر منعقد ہونے والی ماہانہ علمی وتحقیقی نشست میں ہماری دعوت پر اپنے قبول اسلام پر لیکچر بھی دیا۔ یہ واقعہ پیشگوئی کے رنگ میں قرآنی سچائی کی ایک ادنی سی مثال ہے۔ ماضی قریب و بعید میں اہل کتاب کے متعدد اصحاب علم وفضل نے اسلام قبول کیا ہے۔ موریس بوکائے، علامہ اسد، مارماڈیوک پکتھال جیسے سینکڑوں نام ہماری تاریخ میں ہیرے کی طرح جگمگا رہے ہیں۔ اور اب مستقبل قریب و بعید میں کتنے علمائے یہود و نصاری مشرف بہ اسلام ہونے والے ہیں۔ یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

لوطی نہیں، سدومی

السوال: لوطی، اس شخص کو کہتے ہیں جو اغلام باز ہو۔ کیا حضرت لوط علیہ السلام کے ماننے والے لوگ لوطی تھے۔ اس بارے میں صحیح کیا ہے؟ غلط کیا ہے؟ پلیز واضح کریں میں سخت ذہنی خلجان میں مبتلا ہوں۔
(سید عاطف علی، کراچی)

الجواب: جی ہاں! آپ نے درست لکھا ہے ہماری تقریباً تمام ہی اردو لغات میں لفظ "لوطی" کے معنی یہی لکھے گئے ہیں جو آپ نے بتائے ہیں۔ مگر میں اس معنی کو حضرت لوط علیہ السلام کی نسبت سے صحیح نہیں سمجھتا بلکہ اسے پیغمبر خدا کے ساتھ بے ادبی اور زیادتی پر محمول کرتا ہوں۔

میری ناقص رائے میں حضرت لوط علیہ السلام کے ماننے والوں اور فرمانبرداروں کو تو لوطی کہا جا سکتا ہے مگر ان گنہگاروں اور بدکاروں کو لوطی ہرگز نہیں کہا جا سکتا جو غضب الہی کا شکار ہو کر عذاب الہی کا نشانہ بنے۔ ایسے مجرموں کو حضرت لوط جیسے پیغمبر سے منسوب کرنا پیغمبر خدا کی شان میں سراسر گستاخی ہے۔ مگر افسوس کہ یہاں معاملہ الٹ ہو گیا ہے۔

اب لوطی، اس شخص کو کہتے ہیں، جو اغلام باز ہو۔ اور اس معنی کو اسقدر استحکام حاصل ہو گیا ہے

کہ علمائے کرام کے بقول:

"اگر کسی شخص نے ۔۔۔۔۔ تہمت لگائی اور پارسا مہمان کو کہا اے فاسق!

۔۔۔۔۔۔۔۔ اے لوطی ۔۔۔۔۔۔ اس قسم کے الفاظ کہے تو بھی اس پر تعزیر ہوگی"۔

(۱۹۲۱ء، احمد رضا بریلوی، تفسیر قرآن الحکیم، ۵۶۱) بحوالہ اردو لغت، ج ۱۶، اردو لغت بورڈ، (ترقی اردو بورڈ، کراچی) ۱۹۹۴ء، مدیر اعلیٰ ڈاکٹر فرمان فتح پوری

اس حوالہ سے بتانا یہ مقصود ہے کہ یہاں لفظ 'لوطی' کو گالی تصور کیا گیا ہے۔ اور اس لفظ کی نسبت کسی نیک انسان کی طرف کرنے کو لائق تعزیر جرم قرار دیا گیا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے وہ قوم سدوم اور عمورہ نامی بستیوں میں رہتی تھی۔ (بائبل، کتاب پیدائش، باب نمبر ۱۳، آیت نمبر ۱۳) اسی قوم میں بحیثیت مجموعی یہ لت سب سے پہلے پڑی کہ اس نے امرد پرستی (ہم جنس پرستی) کو بطور قومی تہذیب کے اختیار کیا۔ قرآن مجید نے یہ حقیقت سورہ عنکبوت (آیات ۲۸۔۲۷) اور سورہ الاعراف (آیات نمبر ۸۰۔۸۱) میں واشگاف کردی ہے۔ بلاشبہ یہ فعل شنیع حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے اختیار کیا جسکی پاداش میں وہ تباہ و برباد کردی گئی۔ پھر اس قوم کا اس فعل بد کے باعث تباہ و برباد ہو جانا ہی اس امر کیلئے کافی دلیل ہے کہ اس غیر فطری و غیر اخلاقی عمل کی نسبت پیغمبر خدا کے نام مبارک سے کرنے کی بجائے اسی بڑی بستی (سدوم) کی طرف کی جائے، جو تباہ و برباد کی گئی یعنی اغلام بازوں کو بجائے لوطی کے سدومی کہا جائے۔

کتنی تعجب خیز بات ہے کہ اردو میں لفظ لوطی، جس معنی میں استعمال کیا جاتا ہے انگریزی میں اسے Sodomite یعنی سدومی ہی کہا جاتا ہے اور فعل لواطت کو Sodomy (سدومیت) کہتے ہیں دیکھیے: Hans Wehr-P.883, Lexicon-P.992, Al-Mawrid-P.875.

اس لئے میرے خیال میں اغلام بازی کے مفہوم کو ظاہر کرنے کے لیے اردو زبان میں بھی سدومیت اور اغلام باز کیلئے سدومی کا لفظ ہی استعمال کیا جانا چاہیے۔

تبصرہ کتب

خیابان مجاہد ملت
ترتیب: محمد صادق قصوری
صفحات: ۱۲۸، قیمت: دعائے خیر
ناشر: مجاہد ملت فاؤنڈیشن قصور
تبصرہ نگار: محمد اعظم سعیدی

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی ملکی، ملی، دینی اور تحریکی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے مجاہد ملت فاؤنڈیشن قائم کی گئی ہے، جسکے زیر اہتمام و انصرام قبل ازیں (۱) مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں (۲) ارمغان مجاہد ملت (۳) مجاہد ملت خطوط کے آئینے میں (۴) مجاہد ملت کا روحانی مقام (۵) مجاہد ملت اور تحریک ختم نبوت نامی کتب زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں اور اب 'خیابان مجاہد ملت' کے نام سے نئی تالیف سامنے آئی ہے۔

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، تعلیمی عہد سے آخری لمحہ حیات تک وہ حرکت میں رہے اور ان کی ہر حرکت میں منجانب اللہ برکت رہی۔ تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں ان کا مثالی کردار پتھر پر کندہ انمٹ نقش ہے۔ اسی طرح دوسری تحاریک میں بھی ان کا کردار مثبت ولازوال ہے، اگرچہ مولانا شاہ احمد نورانی سے علیحدہ ہونے کے بعد نواز شریف حکومت میں وزارت بلدیات قبول کرنا ان کے بے غرض ماضی سے میل نہیں کھاتا۔ اسکے باوجود بھی وہ کردار کے غازی ہی رہے اور تادم زیست اپنے مشعل کی طرح اپنے رفیع کردار کو خمیدہ نہیں ہونے دیا۔

زیر نظر کتاب میں مختلف لوگوں کے تاثرات اور احوال میل ملاقات شامل ہیں جس سے مولانا کی زندگی کے کئی گوشے سامنے آتے ہیں مثلاً مولانا باکرامت ولی کامل تھے، ایران و کویت میں ان لوگوں سے خطاب جو آپکے طرہ کو دیکھنے کے لیے جمع ہوئے تھے، اور یہ کہ طرہ ان کی شناخت تھا، یا زندگی بھر مجرد رہنے میں ان کے آئیڈیل امام بخاری اور جمال الدین افغانی تھے وغیرہ۔

کتاب میں ۳۸ لوگوں کے تاثرات و نگارشات شامل ہیں، ۱۲۸ صفحات میں سے مجموعی طور پر ۴۳ صفحات فہرست و انتساب، پنجاب اسمبلی میں مولانا کے پڑھے گئے اشعار، کتاب ارمغان مجاہد ملت پر تبصرے و خطوط، ۳۲ مالی معاونین کی شکر گذاری اور مولانا مرحوم کے مزار اور تبرکات کی تصاویر کے لیے وقف ہیں، یہ کتاب ۱۵ روپے کے ٹکٹ بھیج کر درج ذیل پتہ سے مفت حاصل کی جاسکتی ہے:

مجاہد ملت فاؤنڈیشن، برج کلاں ضلع قصور پوسٹ کوڈ ۵۵۰۵۱ (صوبہ پنجاب)